بلوچستان میں فروغ اردو کے حوالے سے انعام الحق کوثر کی خدمات

ڈاکٹر افشاں خانم
اسسٹنٹ پروفیسر اردو
گورنمنٹ گرلز کالج مچھ، بلوچستان

INAM UL HAQ KAUSAR'S SERVICES
FOR PROMOTION OF URDU IN BALUCHISTAN

Afshan Khanum, PhD
Assistant Professor of Urdu
Govt. Girls College Macch, Baluchistan

Abstract

Dr. Inaamul Haq Kausar was a thorough scholar. He served in different capacities in the Baluchistan Education Department. He wrote a number of books on topics such as Urdu and Persian literature, education, Pakistan Movement, Iqbaliatand finally Seerat. His magnum opus is Baluchistan mein Urdu.This book is on the development of Urdu in Baluchistan. This tremendous work is inevitable for scholars and researchers of Urdu in Baluchistan. This article sheds light on Dr.Kausar'scontribution for the promotion of Urdu language and literature in Baluchistan.

Keywords:
انعام الحق کوثر، جالندھر، بلوچستان، لاہور، اردو، ثقافت، اقبال شناسی، سائنس، اسلام، آثار قدیمہ، کھوجی، اردو کی ادبی تاریخیں

ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر یکم اپریل ۱۹۳۱ء کو ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔
ان کا تعلق علمی و ادبی گھرانے سے تھا۔انھوں نے ابتدائی تعلیم جالندھر سے ہی حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے فارسی میں ایم۔اے۔کی ڈگری حاصل کی۔وہ بلوچستان کے پہلے پی ایچ ڈی تھے۔ان کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا موضوع تھا 'بابا فغانی شیرازی کی حیات،فن اور اسی کے عہد کے شعراء'۔آپ نے استاد اور پرنسپل کی حیثیت سے بلوچستان کے کئی کالجوں میں خدمات سرانجام دیں۔اس کے علاوہ بلوچستان بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کوئٹہ کے چیئرمین بھی رہے۔اس طرح بطور ماہر تعلیم، محقق،مورخ،سیرت نگار اور نقاد کے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔آپ نے صوبہ کے حوالے سے علم و ادب کے میدان میں اتنا کام کیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔بقول صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی:

> ''عزم ہو تو منجدھار ساحل اور طوفان منزل کا کام دے جاتے ہیں۔میرے اس خیال کی مجسم تصدیق جناب ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر ہیں۔جنھوں نے عمر بھر کام کیا اور اتنا کام کیا کہ جو اکیڈمی اور ادارہ ہی کر سکتا ہے مگر انھوں نے تن تنہا کر ڈالا۔''(۱)

ندیم خان اپنے مقالے میں لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر انعام الحق کوثر بلوچستان کے ایسے محقق ہیں جن کے قلم سے علم و فضل کے سوتے پھوٹتے ہیں اور گذشتہ پانچ دہائیوں سے یہ ادبی افق پر روشن ستارے کی طرح جگمگا رہے ہیں ---نئے محققین کی ہر طرح حوصلہ افزائی کرتے ہیں ---بسا اوقات ان کی چونکا دینے والی تحقیق ادبی حلقوں میں بحث و تمحیص کا باعث بنتی ہیں اور محقق کو ایک نیا موضوع اور ایک نیا فکری زاویہ میسر آتا ہے۔''(۲)

وہ بچپن سے ہی لکھنے کا شغف رکھتے تھے۔ان کے اساتذہ بھی ان کے ادبی ذوق سے متاثر تھے۔انھوں نے ہر موضوع پر لکھا۔سیما حسین لکھتی ہیں کہ ''یہ امر تقریباً ناممکن ہوگا کہ بلوچستان میں متعلقہ کسی موضوع پر آپ کو مواد درکار ہو اور ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے اس موضوع پر کام نہ کر رکھا ہو۔''(۳)

لیکن ان تصانیف میں سیرت طیبہ اور بلوچستان کے موضوعات ان کی توجہ کا مرکز و محور رہے۔
ابدال بیلا اس امر کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ''بیسیوں تحقیقی کتابوں کا مصنف اور مولف چاروں طرف جس کے تحقیقی مقالوں کا سکہ چلتا ہے کون سا موضوع ایسا ہے جس پر اس نے عرق ریزی نہیں کی۔تاریخ،ادب،زبان سب کو فتح کر لیا مگر دو موضوع ایسے ہیں جن کے سامنے اس نے گھٹنے ٹیک دیے اور ہاتھ

جوڑ کر ایسے بیٹھ گیا جیسے مورتی کے آگے پجاری بیٹھتے ہیں۔پہلا موضوع بلوچستان اور
دوسرا ہے رسول پاک ﷺ ان دو موضوعات پر پروفیسر صاحب نے محقق، ڈاکٹروں والی
ڈاکٹری نہیں کی ایک مجنوں کی طرح عشق کیا ہے۔''(۴)

خطۂ بلوچستان میں اردو کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب قد آور شخصیت تھے۔ انھوں نے بلوچستان کے علمی اور تحقیقی میدانوں میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور اپنے دور کے ادبی رجحانات کو متاثر کیا۔ وہ اردو ادب کی تحقیق وتنقید کا انتہائی معتبر حوالہ ہیں۔صوبہ سے متعلق کسی بھی شعبے میں ان کی تحقیقی کتابوں سے استفادہ کیے بغیر تحقیقی کام نہیں ہو سکتا۔ آنے والی نسلیں علم و ادب کی عظیم الشان عمارت کی تعمیر کے لیے آپ کی رہین منت رہیں گی۔ کتب کے علاوہ ملک کے طول وعرض میں ڈاکٹر صاحب کے شاگرد بھی ان کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ڈاکٹر فاروق احمد کے مطابق ''ان کی فکری اور ادبی بصیرت کے چراغ نے بے شمار نئے چراغ روشن کیے۔''(۵)

ان کی زیر نگرانی بہت سے مقالات ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر مکمل کیے گئے۔محفوظ حسین انھیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''آپ کی خدمات اور تصانیف کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو ''بلوچستان کا سرسید'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔''(۶)

مزید لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر انعام الحق کوثر کو بلوچستان کے ادب پر کام کرنے کی وجہ سے ایک تحریک کہا جا
سکتا ہے اور دبستان کوئٹہ کا بانی بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔''(۷)

ڈاکٹر صاحب نے سو سے زائد کتابیں تحریر کیں۔سینکڑوں مقالے اور مضامین لکھے۔ان کی کتب کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:

بلوچستان

- کوئٹہ قلات کے براہوی، اردو ترجمہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور ۱۹۶۴، ۱۹۸۷
- بولان نامہ (شریک مصنف)، ورنا واند گل کوئٹہ، ۱۹۶۶
- ثقافت وادب وادی بولان میں (شریک مصنف)، بزم ثقافت کوئٹہ، ۱۹۶۶
- بلوچستان میں فارسی شاعری بلوچی، اکیڈمی کوئٹہ، ۱۹۶۸
- بلوچستان میں اردو، اردو مرکزی بورڈ لاہور ۱۹۶۸، ۱۹۸۶، ۱۹۹۴
- مقدمہ دیوان ناطق، جوہر، ۱۹۶۹
- شعر ہائی فارسی گومی بلوچستان، نیشنل پبلشنگ ہاوس لمیٹڈ لاہور، ۱۹۷۱

- فہرست نسخہ ھای خطی بلوچستان تہیہ کردہ مستونگ، ۱۹۷۳
- شعر فارسی در بلوچستان پاکستان، راولپنڈی، مرکز تحقیقات فارسی ایران لاہور، ۱۹۷۵
- تذکرہ صوفیاۓ بلوچستان، اردو مرکزی بورڈ لاہور، ۱۹۷۶
- تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ وزارت اطلاعات حکومت پاکستان اسلام آباد، ۱۹۷۷
- پاکستان موومنٹ ان بلوچستان وزارت اطلاعات، اسلام آباد، ۱۹۸۰
- تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ (پشتو) وزارت اطلاعات حکومت پاکستان اسلام آباد، ۱۹۷۷، ۱۹۸۱
- تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ (بلوچی) وزارت اطلاعات حکومت پاکستان اسلام آباد، ۱۹۸۲
- تحریک پاکستان بلوچستان میں، مشرق لاہور، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۸۳، ۱۹۸۶، ۱۹۸۸
- نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک بلوچستان میں، پبلیکشنز لاہور، ۱۹۸۳
- بلوچستان کے تعلیمی ادارے اور نظم و ضبط کے چند پہلو، راولپنڈی انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، ۱۹۸۴
- بلوچستان میں نفاذ اردو، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۵
- بلوچستان میں اردو کی قدیم دفتری دستاویزات، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد لاہور، ۱۹۸۶
- علامہ اقبال اور بلوچستان، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۸۶
- اقبال شناسی اور بلوچستان کے کالج میگزین (مرتبہ)، جلد اول، بزم اقبال لاہور، ۱۹۸۹، جلد دوم ۱۹۸۹
- اقبال شناسی اور ادباۓ بلوچستان کی تخلیقات (مرتبہ)، جلد اول ، بزم اقبال لاہور، ۱۹۹۰
- ثانوی و اعلیٰ تعلیمی بورڈ بلوچستان میں اردو کی پیش رفت، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۹۰
- جہد وجد آزادی میں بلوچستان کا کردار، ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۹۴، ۱۹۹۱
- بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں کا تقابلی مطالعہ، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۹۱
- بلوچستان میں بچوں کا ادب، یونیسف اسلام آباد، ۱۹۹۲
- بلوچستان میں تحریک تصوف، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۱۹۹۵
- سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں، سیرت اکادمی کوئٹہ، ۱۹۹۷

- بلوچستان آزادی کے بعد ۱۹۴۷۔۔۔۱۹۹۷ (شریک مصنف)، مشاورہ تعلیمی تحقیق کوئٹہ، ۱۹۹۷
- بلوچستان میں نونہالوں کا ادب (۱۹۴۷تا۱۹۹۷)، سیرت اکادمی کوئٹہ، ۱۹۹۹
- قائداعظم اور بلوچستان، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۲۰۰۱
- قائداعظم بلوچستان میں، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۲۰۰۱
- قائداعظم، علی گڑھ تحریک اور بلوچستان، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۲۰۰۱
- مطالعہ اقبال بلوچستان میں، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۲۰۰۲
- مادر ملت اور بلوچستان، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۲۰۰۳
- بلوچستان میں اردو ادب کے سو سال، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۰۹

سیرت

- منتخب نعتیہ کلام، ادارہ نصابیات و مرکز توسیع تعلیم کوئٹہ، ۱۹۸۶
- سیرت پاک ﷺ کی خوشبو، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۱۹۹۳
- سرور کائنات ﷺ بحیثیت داعی امن و اخوت، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۳
- منتخب نعتیہ کلام، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۱۹۹۸
- سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی، اکیسویں صدی میں، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۲۰۰۱

تعلیم

- ملی تعمیر نو میں تعلیم کا کردار، صدیقی ٹرسٹ کراچی، ۱۹۸۸
- مجلہ تعلیم (شریک مصنف)، انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد، ۱۹۹۰
- تعلیمی مثلثیں، ادارہ نصابیات مرکز و توسیع تعلیم کوئٹہ، ۱۹۹۳
- تعمیر تعلیم اور معلم، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۳
- تعلیم ۔قائداعظم کی نظر میں، محکمہ تعلیم حکومت بلوچستان کوئٹہ، ۱۹۹۷

ادب

- کلیات محمد حسن براہوی، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۶
- مکاتیب یوسف عزیز مگسی، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۸
- مرزا غالب، قومی اور عالمی تناظر میں، مشاورہ تعلیمی تحقیق کوئٹہ، ۱۹۹۸
- گلزار عابد مع دیباچہ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۲۰۰۱

- پاکستان کی علاقائی زبانوں کا عالمی ادب (شریک مصنف)، عالمی رابطہ ادب اسلامی، پاکستان لاہور،۲۰۰۲

ادب اطفال

- احترام بچہ، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ،۱۹۹۰
- نیکی کی کلیاں (چھ کتب)، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ،۹۳۔۱۹۹۱
- اسلام اور بچے کی تربیت ونگہداشت، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ،۱۹۹۳
- بچوں کے لٹریچر کی تیاری میں نفسیات کا کردار تعاون اشتراک یونیسف پاکستان اسلام آباد، ۹۶۔۱۹۹۳

تحریک پاکستان

- قرارداد پاکستان صحافتی محاذ پر، سعد پبلی کیشنز کوئٹہ، ۱۹۹۰
- میر جعفر خان جمالی کی ڈائری،تحریک پاکستان کا ایک اہم باب ،مکتبہ شال کوئٹہ،۱۹۹۴
- تحریک پاکستان اور صحافت، بولان بک کارپوریشن کوئٹہ، ۱۹۹۷

اقبالیات

- مردحر (علامہ اقبال پر مضامین)،اصغر اسٹیشنرز کوئٹہ، ۱۹۷۸
- اقبالیات کے چند خوشے، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۱۹۸۸

متفرق موضوعات

- فغانیز لائف اینڈ ورکس، پاکستان ہسٹاریکل کراچی،۱۹۶۴
- ایران نامہ (شریک مصنف)، بزم اقبال لاہور، ۱۹۷۱
- ارمغان کوژ (مقالات فارسی) ،ادارہ فروغ ادب فارسی ۱۹۷۳
- جوئے کوژ ، بابر اسٹیشنری مارٹ کوئٹہ، ۱۹۷۶
- گلمپسز آف پرشئین پوئٹری، سنگ میل پبلی کیشن لاہور، ۱۹۷۶
- قومی زبان کی ترقی میں صوبوں کا حصہ (شریک مصنف)،مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۵
- تاریخ نامہ ہرات (اردو ترجمہ)، یونائیٹڈ پرنٹرز کوئٹہ، ۱۹۸۸
- علم سائنس اور اسلام (شریک مصنف)، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۹۱
- اسلامی فلاحی مملکت چند عملی تجاویز، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۴
- سوغات ، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ ۱۹۹۶

- اصطلاحی مباحث(شریک مصنف)،مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد،۱۹۹۸
- اردو ترجمہ دی فارورڈ پالیسی اور اس کے نتائج، لاہور سنٹر اور سروسز کوئٹہ، ۱۹۹۹
- شہید حکیم محمد سعید، یادیں اور باتیں (شریک مصنف)، ہمدرد فاونڈیشن کراچی، ۱۹۹۹
- صفہ پر ایک نظر، سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ، ۲۰۰۱
- پاکستانی اردو (شریک مصنف)،مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد،۲۰۰۲

توضیحی کتابیات

- بلوچی سے اردو تراجم (توضیحی کتابیات)،مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد،۱۹۸۶
- براہوی سے اردو تراجم (توضیحی کتابیات)،مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد،۱۹۸۶
- تحریک پاکستان اور بلوچستان (توضیحی کتابیات)، بولان بک کارپوریشن کوئٹہ، ۱۹۹۷

ڈاکٹر انعام الحق کی کتب کی فہرست طویل ہے اس لیے چند کتب کا مختصر احوال پیش کیا جاتا ہے۔

اقبال شناسی اور ادبائے بلوچستان کی تخلیقات : انعام الحق نے اس کتاب میں بلوچستان کے ادبا کے اقبال کے موضوع پر لکھے گئے مضامین اور مقالے شامل کیے ہیں۔اس میں کل پچیس مقالے ہیں جن میں پروفیسر آغا صادق حسین کے چھ، ڈاکٹر انعام الحق ، پروفیسر انور رومان اور پروفیسر مجتبیٰ حسین کے دو دو مقالے ہیں۔

اقبال شناسی اور بلوچستان کے کالج میگزین: اس کتاب میں انعام الحق کوثر کے مقالے' اقبال۔مرد خود آگاہ' کے ساتھ بیس مقالات شامل ہیں ۔تمام مقالات بلوچستان کے کالجز کے ادبی مجلوں سے لیے گئے ہیں۔

بلوچستان ایک مطالعہ: بلوچستان کا مطالعہ ان عنوانات کے تحت کیا گیا ہے: مکران میں مشائخ ہنکار کی حکومت، بلوچستان میں آثارقدیمہ، بلوچی ادب میں طنز و مزاح ،تحریک علی گڑھ اور بلوچستان ، مجلّہ بولان۔ان کے علاوہ چند انگریزی مضامین بھی اس کتاب کا حصہ ہیں۔

بلوچستان میں اردو کے سو سال : اس کتاب میں بلوچستان میں اردو شاعری، تحقیق وتنقید، افسانہ نگاری، ناول، سفرنامہ، تذکرہ نویسی، سوانح حیات ، یادداشتیں،طنزومزاح، بچوں کا ادب ،اورتراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔

بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں کا تقابلی مطالعہ: بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں میں سے براہوی، بلوچی، پشتو اور فارسی زبانوں کے لسانی تغیر اور تبدل کا جائزہ اس کتاب میں لیا گیا ہے۔ کوثر صاحب کا کہنا ہے کہ علاقائی زبانوں میں پچیس سے تینتیس فی صد تک ربط ہے۔

بلوچستان میں فارسی شاعری: ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں چوبیس شعرا کا فارسی کلام شامل کیا ہے۔شعرا کے حالات زندگی زمانی اعتبار سے بیان کیے گئے ہیں ۔شعرا کی فہرست میں رابعہ خضداری پہلے نمبر پر ہیں ۔

بلوچستان میں نفاذ اردو: اس کتاب میں بلوچستان میں اردو کے لیے کی گئی کوششوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ بلوچستان میں گورنر جنرل نے ۱۸۷۲ میں اردو استعمال کرنے کا حکم دیا ۔اردو کی ترویج کے لیے جو کارروائیاں کی گئیں ان کا تذکرہ شامل کتاب ہے۔

تحریک پاکستان بلوچستان میں: تحریک پاکستان میں بلوچستان کی خدمات کے کئی پہلوؤں کو اس کتاب میں نمایاں کیا گیا ہے۔

تذکرہ صوفیائے بلوچستان: الف بائی ترتیب سے صوبے کے تین سو چھبیس صوفیاء کرام کے حالات زندگی اس کتاب میں سموئے گئے ہیں۔ان کے ادوار، مزارات کا محل وقوع اور دیگر معلومات بھی اس میں موجود ہیں۔

جوئے کوثر: اس کتاب میں فارسی ادب ،غالبیات ،اقبالیات ،تاریخ اور ثقافت کے عنوانات کے تحت مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں: بلوچستان میں براہوی بلوچی فارسی اردو اور دیگر کتب سے نعتیہ کلام اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔

نیکی کی کلیاں: ڈاکٹر صاحب نے یہ کتاب بچوں کی تربیت کے لیے لکھی ہے۔اچھے جذبوں کو ان کے دلوں میں بسانے کی کوشش کی ہے۔انھوں نے بچوں کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اخلاقی قدروں کے بارے میں قلم اٹھایا ہے۔

تمام تصانیف میں سے ان کی کتاب 'بلوچستان میں اردو' بہت اہم ہے اس لیے اس کا تفصیل سے جائزہ لیا جاتا ہے۔'بلوچستان میں اردو' مرکزی اردو بورڈ (سائنس بورڈ) لاہور نے ۱۹۶۸ میں شائع کی۔مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے فروری ۱۹۸۶ میں اور پھر جون ۱۹۹۴ میں شائع ہوئی ۔اردو مرکزی بورڈ نے جب پاکستان کے مختلف علاقوں میں اردو کی ترویج واشاعت کے حوالے سے کتب لکھوانے کا ارادہ کیا تو بلوچستان میں اردو کی ترقی پر کتاب لکھنے کے لیے انعام الحق کوثر کو چنا گیا۔انھوں نے یہ کتاب این۔اے۔بلوچ کی ترغیب پر لکھی۔سکینہ ابراہیم اپنے مقالے 'بلوچستان میں اردو کی ادبی تاریخیں اور تذکرے' میں لکھتی ہیں:

"لاہور میں اردو مرکزی بورڈ نے یہ فیصلہ کیا کہ سارے صوبوں سے ایک ایک کتاب لکھوائی جائے۔جیسے پنجاب میں اردو،سندھ میں اردو،اوراسی طرح بلوچستان میں بھی اسی حوالے سے کتاب لکھی جائے۔اردو مرکزی بورڈ نے اس کام کے لیے این۔اے۔ بلوچ کو بلوچستان بھیجا کہ آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ کون سا آدمی ایسا ملے جو اس موضوع پر کام کرے۔لہذا این۔اے۔بلوچ بلوچستان آئے اور مختلف لوگوں سے ملے بقول ڈاکٹر صاحب کے میرے فارسی زبان میں مضامین چھپ رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ اردو میں بھی۔لہذا انھوں نے اس کام کے لیے مجھے چنا اور بلوچستان میں اردو لکھنے کے لیے کہا،اردو کی ترقی کے لیے۔"(۸)

'بلوچستان میں اردو' وہ تصنیف ہے جس نے نصف صدی کے قریب یہاں کے طلبہ کی ضروریات کو پورا کیا ہے۔ان کی اس کتاب سے استفادہ کیے بغیر اردو ادب کا کوئی طالب علم اپنا کام آگے نہیں بڑھا سکتا۔اس کتاب کی اہمیت ندیم خان یوں بیان کرتے ہیں:

"'بلوچستان میں اردو' ایک اہم تحقیقی کاوش ہے،جس میں بلوچستان کے مشاہیر ادب کے مضامین،نظم ونثر،ثقافت،اورفن پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔بلوچستان کے حوالے سے اردو زبان و ادب کی مکمل تاریخ کے علاوہ یہاں کے تہذیبی اور لسانی عوامل کا بنظر غائر جائزہ لیا گیا ہے۔"(۹)

ان کی کتاب کی روشنی میں ڈاکٹر فاروق احمد نے 'بلوچستان میں اردو زبان وادب' ڈاکٹر آغا ناصر نے 'بلوچستان میں اردو شاعری' تحریر کیں۔ان کے علاوہ بے شمار ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے محقق اس کتاب سے مستفید ہوئے یوں آپ کی علمی بصیرت' ادبی رہنمائی' ذوق عمل' اور خلوص ومحبت سے بے حد فیض اٹھایا گیا۔انعام الحق کوثر نے اپنے علاقے میں اردو کی پیدائش کے نظریہ کے برعکس بلوچستان میں اردو کے ارتقا کو اپنا موضوع بنایا ہے۔

'بلوچستان میں اردو' اس خطے میں لکھی جانے والی اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔اس سے پہلے اس طرح کی کوئی تاریخی روایت یہاں موجود نہ تھی۔بلوچستان میں اردو زبان وادب کی تاریخ کی ضرورت کو انعام الحق کی اس کتاب نے پورا کیا۔اولین کتاب ہونے کی وجہ سے ان کی اس تصنیف کی عمارت خود ساختہ ہے اور انھوں نے اردو کی دیگر تاریخی کتب کی روایت سے ہٹ کر اس کتاب کی عمارت کھڑی کی۔ انعام الحق کوثر نے اگرچہ ابواب کی نمبر شماری نہیں کی لیکن ترتیب کے لحاظ سے پیش لفظ کے علاوہ درج ذیل گیارہ ابواب ہیں:

- دفتری مسودات و مراسلات - ذاتی خطوط
- صحافت - درس و تدریس
- تحریکات آزادی - روابط
- ادبی انجمنیں - ڈرامہ
- لسانی عوامل - تصنیف و تالیف
- نثر نگاری

انعام الحق کوثر بلوچستان میں اردو زبان کی آمد کے باب میں بتاتے ہیں کہ انگریز ۱۸۷۶ میں بلوچستان میں وارد ہوا اور یوں اردو زبان کے لیے راہ ہموار ہوئی۔ اس ضمن میں زمانی اعتبار سے عدالتی کارروائی کے چند نمونے سند کے طور پر پیش کرتے ہیں اور پاورقی حوالوں کا اندراج بھی کرتے ہیں۔ انیسویں صدی کے اواخر کے سرکاری مکتوبات کے ذریعے ثابت کرتے ہیں کہ یہاں اس زمانے میں اردو زبان ذریعۂ اظہار بن چکی تھی، ملاحظہ کیجیے ذیل کے الفاظ:

> ''اب ذاتی خطوط کے نمونے درج کیے جاتے ہیں جو بلوچستان میں اردو میں تحریر کیے گئے۔ ان خطوں کے مطالعے کے بعد کون یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ اردو کو بلوچستان نے ویسے ہی سینے سے نہیں لگایا جیسے یہ دوسرے علاقوں میں شدت سے اثر پذیر ہوتی رہی ہے۔''(۱۰)

اردو صحافت کے ارتقا کا جائزہ لیتے ہوئے بتاتے ہیں کہ بلوچستان میں اردو اور انگریزی زبان کے اخبارات ایک ساتھ جاری ہوئے۔ وہ صحافت کے تین ادوار قائم کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ 'قندیل خیال' پہلا رسالہ اور مطبوعہ دیوان 'گلزار عابد' ہے اور سند کے طور پر ان کے سرورق کے عکوس بھی کتاب میں شامل کرتے ہیں۔ بلوچستان میں درس و تدریس کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تعلیمی اداروں نے اس خطے میں اردو کے فروغ میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں رسمی تعلیمی اداروں کے ساتھ مساجد میں قائم مکاتب بھی بہت مدد و معاون ثابت ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کے خیال میں آزادی کی تحریکوں کا بھی اردو کی اشاعت میں بہت اہم کردار ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے صوبوں سے آنے والی شخصیات نے بھی اردو کی ترقی میں بھی اپنا حصہ ڈالا۔ ان کا کہنا ہے:

> ''سرزمین بلوچستان میں متعدد زبانیں رائج ہونے کے باوصف قدر مشترک اردو ہی ہے یہاں سے بعض اصحاب ملک کے دوسرے حصوں میں گئے ہیں اور بعض وہاں سے وارد ہوئے ہیں اس رابطے سے بھی اُردُو کو اِس خطے میں پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔''(۱۱)

انعام الحق کوثر نے جن شخصیات کا ذکر کیا ہے ان میں سید احمد شہید، مرزا ہادی رسوا، اقبال، سرعبدالقادر، قرۃ العین حیدر، جگر مراد آبادی، بابائے اردو عبدالحق اور مجید لاہوری وغیرہ شامل ہیں۔ بلوچستان میں اردو شاعری کے فروغ میں مشاعروں اور ادبی انجمنوں کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے بہت سے مشاعروں کا احوال بیان کیا ہے۔ اسی طرح ڈرامیٹک کلبوں کا ذکر بھی موجود ہے۔

بلوچستان میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مختلف زبانوں کے تقابلی جائزے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اردو بلوچی اور براہوی فرہنگوں کا ۲۵ فی صد سے ۳۲ فی صد مشترک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسی لسانی اشتراک کے باعث یہ نظریہ بھی پیش کیا جا چکا ہے کہ اردو کی تشکیل کی ابتدا بلوچستان سے ہوئی۔ کیونکہ بلوچستان خلافت مشرق کا صوبہ طوران ہوتا تھا اور محمد بن قاسم کی مہم کے بعد ایک زمانے تک اس علاقے میں عربی فارسی اور سندھی زبانیں بولنے والے لشکریوں کا میل ملاپ ہوتا رہا۔ ان کی بول چال کی نئی زبان تشکیل پانے لگی۔ ان کے خیال کے مطابق یہ اردو ہی ہے جس کے سبب بلوچستان کے لوگوں کو برصغیر کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں سے رشتہ جوڑنے کا موقع ملا۔ مشرقی بلوچی میں سندھی اور اردو زبانوں کے تمام حروف تہجی موجود ہیں۔ بلوچی شاعروں نے ہیت کے باب میں بھی اردو فارسی اور انگریزی ادبیات سے استفادہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مائی تاج بانو پہلی براہوی شاعرہ اور نثر نگار تھیں جنھوں نے اردو فارسی اور عربی میں تعلیم پائی۔ قدیم پشتو کے شاعر بھی پشتو کے ملی اوزان کا خیال رکھنے کے باوجود اپنے اشعار میں اردو، فارسی اور عربی الفاظ کے محاوروں کا استعمال کرتے تھے۔ آج بھی مختلف زبانوں کے شاعر اور ادیب اردو کے الفاظ اور محاورات بروئے کار لا رہے ہیں۔ جس سے اس خطے میں اردو کے نفوذ کی نشاندہی ہوتی ہے۔

سوا سو سال کی نثری اور شعری تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے انعام الحق کوثر نے شعرا کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول وہ شعرا جن کے خاندان پشت ہا پشت سے بلوچستان میں رہائش پذیر تھے۔ دوم جن کے خاندان انگریز دور میں کاروبار یا ملازمت کی غرض سے بلوچستان میں سکونت پذیر ہو گئے اور سوم شعرا کا وہ گروہ جو کچھ عرصہ یہاں رہے اور شاعری کی۔ شعرا کا احوال زمانی اعتبار سے بیان ہوا ہے۔ نثر نگاری کے باب میں بلوچستان میں لکھی جانے والی اردو کتب کا ذکر بھی کیا گیا ہے، مصنف کا کہنا ہے کہ نسیم حجازی کا شہرہ آفاق ناول شاہین، بلوچستان میں لکھا گیا۔ انھوں نے بلوچستان میں ابتدائی ایام میں لکھے گئے ناولوں اور افسانوں کا خلاصہ بھی بیان کیا ہے اور طویل اقتباسات بھی شامل کتاب ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہاں ہر موضوع پر کتب لکھی گئیں ہیں اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

'بلوچستان میں اردو' تصنیف کرتے ہوئے انعام الحق کوثر نے بہت سے مآخذات سے استفادہ کیا اور ان کی تفصیل کتاب کے آخر میں کتابیات کے عنوان سے درج ہے۔ان مآخذات میں اردو اور انگریزی مطبوعہ کتب، قلمی مسودات، مختلف انجمنوں کی فائلیں، رسائل وجرائد، انٹرویو اور خطوط وغیرہ شامل ہیں۔ان کے اپنے الفاظ ہیں:

"۔۔۔کیا عرض کروں ان معلومات کے لیے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑے۔۔۔مجھے بھی ایک ایک دروازے پر دستک دینی پڑی، ایک ایک فرد کے پاس پہنچنا پڑا اور ایک ایک دفعہ نہیں بیس بیس دفعہ جانا پڑا۔سینکڑوں خطوط مختلف اصحاب کو لکھے گئے۔"(۱۲)

اردو میں ادبی تاریخ نگاری سے پہلے شعرا کے تذکرے لکھے گئے۔ابتدائی تذکروں میں اردو شاعری تین ادوار میں تقسیم کی گئی جیسے 'مخزن نکات' (قائم) اور 'تذکرہ شعرائے اردو' (میر حسن) وغیرہ۔اس کے بعد شعرا کی تعداد میں اضافہ ہونے سے قدرت اللہ شوق نے 'طبقات الشعرا' اور کریم الدین نے 'طبقات شعرائے ہند' میں چار طبقات قائم کیے۔آب حیات میں آزاد نے پانچ ادوار قائم کیے۔شاعروں اور نثر نگاروں کی مکمل اور جامع تاریخ ڈاکٹر رام بابو سکسینہ کی 'اردو ادب کی تاریخ' ہے۔ان کے بعد بہت سی ادبی تاریخیں لکھی گئیں۔ادبی تاریخوں کے دو پہلو ہونے چاہییں ا۔تحقیقی، ۲۔تنقیدی۔گیان چند اپنی کتاب 'اردو کی ادبی تاریخیں' میں لکھتے ہیں کہ "ادبی تاریخ کو سب سے پہلے تاریخ ہونا چاہیے اس میں صحیح سنین دینے پر خاص توجہ کرنی چاہیے۔کسی مصنف کا سنہ ولادت، سنہ وفات اور زندگی کے دوسرے اہم واقعات ۔۔۔کی تاریخیں دینی چاہییں۔اس کے علاوہ اس کی مختلف تصانیف اور ان کے اہم ایڈیشنوں کے سال بھی زیادہ سے زیادہ صحت کے ساتھ دیے جائیں۔"(۱۳) مزید یہ کہ "اردو کی ادبی تاریخ کے ادوار زمان و مکان اور تحریکات و رجحانات کو ملا جلا کر قائم کیے جائیں گے۔قدیم دور میں تو محض زمان و مکان کو ملحوظ رکھنا کافی ہوگا۔"(۱۴) ڈاکٹر جمیل جالبی کا ادب کی تاریخ نویسی کے ضمن میں کہنا ہے:

"اگر ادب زندگی کا آئینہ ہے تو ادب کی تاریخ کو بھی ایسا آئینہ ہونا چاہیے جس میں ساری زندگی کی روح کا عکس نظر آجائے۔"(۱۵)

"ادب کے مؤرخ کے لیے ضروری ہے کہ اس میں بیک وقت تاریخی شعور بھی ہو اور قوت تجزیہ بھی، نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت بھی ہو اور گہری تنقیدی نظر بھی، تحقیقی مزاج وتربیت بھی ہو اور گہرا لسانی شعور بھی ۔۔۔اس میں واقعات کو منطقی ترتیب سے بیان کرنے کی ایسی صلاحیت ہو کہ روایت کی تشکیل، تعمیر اور پھر مختلف عوامل کے زیر اثر پیدا ہونے والی تبدیلی کے تدریجی سفر کو بھی تاریخ ادب میں واضح طور پر دیکھا جا سکے۔"(۱۶)

ادبی تاریخ نگاری کے ان اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے 'بلوچستان میں اردو' کو تذکرہ اور تاریخ کے درمیان کی کڑی سمجھا جا سکتا ہے۔

انعام الحق کوثر نے خوب تگ و دو سے بلوچستان میں بکھرے ہوئے ادبی مواد کو تلاش کر کے اپنی اس کتاب میں یکجا کیا لیکن اول تو ان کا تحقیقی کتاب لکھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا دوسرا انھیں اردو مرکزی بورڈ نے اس کام کے لیے نہیں چنا تھا اسی لیے اس کا تحقیقی پہلو کچھ کمزور ہے۔ویسے کوئی بھی کام حرف آخر نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں کچھ اغلاط راہ پا گئی ہیں۔ بہت سی معلومات جو موجودہ دور میں بعض مقالات کی روشنی میں رد ہوتی جا رہی ہیں ان کی نشاندہی بھی بہت ضروری ہے۔ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کتب خانوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ رقم طراز ہیں:

''سنڈیمن لائبریری،تقسیم سے پہلے ہندوستان میں سولہ جنرل لائبریریاں تھیں بدقسمتی سے ایک بھی لائبریری ہماری مملکت میں واقع نہیں۔جنرل لائبریریوں میں سے پاکستان کے حصے میں صرف تین لائبریریاں آئی ہیں ان میں سے پہلی پنجاب پبلک لائبریری، دوسری سنٹرل لائبریری اور تیسری کوئٹہ کی سنڈیمن لائبریری ہے جو ۱۸۸۵ع میں قائم ہوئی۔''(۱۷)

سنڈیمن لائبریری دراصل ۱۸۸۶ میں قائم ہوئی جب کہ مصنف سے اس کے قیام کی تاریخ غلط بیان ہوئی ہے۔افشاں خانم اپنے مقالے 'سنڈیمن لائبریری کوئٹہ۔ماضی و حال' میں لائبریری کے اپنے ریکارڈ کے حوالے سے لکھتی ہیں:

''کوئٹہ (بلوچستان) میں ۱۸۸۶ع میں جناح روڈ پر پراونشل ہسپتال کی شمالی جانب ایک لائبریری قائم کی گئی جسے سنڈیمن میونسپل لائبریری کا نام دیا گیا۔اس لحاظ سے یہ نہ صرف بلوچستان بلکہ برصغیر کی بھی قدیم ترین لائبریری ہے۔''(۱۸)

اسی طرح معروف شاعر عبدالحمید کاکڑ کے بارے میں اپنی کتاب میں یوں لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر عبدالحمید (حمید تخلص) کاکڑ ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔آپ کوئٹہ سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ چشمہ اچوزئی کے رہنے والے تھے۔''(۱۹)

یہاں عبدالحمید کاکڑ کی تاریخ پیدائش کے بیان میں بھی ڈاکٹر صاحب سے چوک ہوئی۔ڈاکٹر عبدالحمید کاکڑ کی درست تاریخ پیدائش ۱۹۰۴ ہے۔شازیہ اسلم پانیزئی اپنے ایم۔اے۔ کے مقالے 'ڈاکٹر عبدالحمید کاکڑ کی اردو خدمات' میں دستاویزی ریکارڈ کے مطابق لکھتی ہیں:

"گورنمنٹ سنڈیمن ہائی سکول کوئٹہ سے حاصل کیے گئے ریکارڈ کے مطابق عبدالحمید کاکڑ ولد لعل محمد سلسلہ نمبر ۸۱۰، داخلہ جماعت نہم، داخلہ کی تاریخ ۱۹۲۳-۴-۴ سن پیدائش ۱۹۰۴-۱۲-۹ ہے۔"(۲۰)

اردو شعرا کے احوال کے سلسلے میں انعام الحق کوثر دعویٰ کرتے ہیں کہ انھوں نے تمام شعرا کو مقالے میں شامل کیا اس ضمن میں ان کے الفاظ یہ ہیں:

"ہماری انتہائی کوشش یہ تھی کہ ایسا کوئی شاعر نظر انداز نہ ہو سکے جس کا بلوچستان سے گہرا تعلق رہا ہو اور وہ صاحب دیوان ہو۔"(۲۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"بلوچستان میں اردو شاعری کا نقش ابھارنے میں جن شعرا نے کام کیا ان سے ہماری معلومات و دانست کے مطابق کوئی بھی شاعر نظر انداز نہ ہوا۔"(۲۲)

مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اردو کے شاعر منیرالدین یقین کو اس متن میں شامل نہ کر سکے۔ منیرالدین یقین اردو کے صاحب دیوان شاعر تھے۔منیرالدین یقین ۳۱ دسمبر ۱۹۰۰/ اور یکم جنوری ۱۹۰۱ کی درمیانی شب پیدا ہوئے۔ان کے بارے میں شائلہ ریاض اپنے مقالے 'منیرالدین یقین کی اردو شاعری: ایک مطالعہ' میں یوں رقم طراز ہیں:

"انھوں نے ۱۹۱۳ میں شعر کہنا شروع کیا باقاعدہ شاعری کا آغاز ۱۹۱۶ کے آغاز میں کردیا۔پہلی غزل چھالا وارپاٹن کے مقام پر پڑھی۔"(۲۳)

ان کے مختلف مخطوطات ان کے صاحبزادے ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن کے پاس موجود ہیں مثلاً مراۃ الحسنیٰ عرف میلاد عزت، مخطوطہ سانچہ، از منیر احمد یقین اور ماں کا مقام وغیرہ۔

'بلوچستان میں اردو' میں انعام الحق کوثر پہلا افسانہ 'تکمیل انسانیت' کو قرار دیتے ہیں۔ان کا بیان ہے: "تکمیل انسانیت (طبع زاد) افسانہ تکمیل انسانیت از محمد یوسف علی عزیز مگسی، چار قسطیں مطبوعہ "بلوچستان جدید" کراچی، شمارے یکم مئی ۱۹۳۴، ۸ مئی ۱۹۳۴، ۱۶ مئی ۱۹۳۴، ۲۴ مئی ۱۹۳۴"(۲۴)

اسی کتاب کے حوالے سے مبارکہ حمید اپنے مقالے 'بلوچستان میں اردو افسانے کا تحقیقی جائزہ' میں لکھتی ہیں: "بلوچستان میں اردو افسانے کے باقاعدہ آغاز کی تحقیق و جستجو میں جو نام ہمارے سامنے آیا ہے وہ یوسف عزیز مگسی کا افسانہ تکمیل انسانیت ہے۔"(۲۵)

حال ہی میں ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن نے ایک افسانہ دریافت کیا ہے جو ۱۹۳۳ء میں ہفت روزہ 'البلوچ' میں شائع ہوا اس کا عنوان 'ایک راز سربستہ کا انکشاف یا غیبی امداد' ہے۔ان کا دعویٰ ہے کہ بلوچستان میں اردو میں لکھا جانے والا یہ پہلا افسانہ ہے۔ان کا کہنا ہے:

''دستیاب ماخذ کی بنیاد پر دعویٰ درست ہے کہ بلوچستان میں اردو کا اب تک دستیاب پہلا افسانہ 'ایک راز سر بستہ کا انکشاف یا غیبی امداد' ہے اس کے مصنف محمد عمر بلوچ ہیں۔''(۲۶)

یہی صورت حال ناول کے سلسلے میں ہے۔ڈاکٹر انعام الحق اپنی کتاب میں جس پہلے ناول کا ذکر کرتے ہیں وہ ہے 'محبت کا دیوتا عرف برابر کی چوٹ'۔ان کے الفاظ میں: ''۱۹۱۵اور۱۹۲۰ کے مابین لورا لائی ہی میں ایک ناول بنام ''محبت دیوتا عرف برابر کی چوٹ'' جناب جگن ناتھ سیٹھی ایک ہندو نوجوان تاجر نے شائع کیا جسے لورالائی کے اہل ذوق حضرات نے پڑھا افسوس یہ ناول نایاب ہے۔''(۲۷)

ان کی اس بات کی تصحیح ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن کرتے ہیں اور اولین ناول 'بلوچستان کا مجبور بدمعاش' کو قرار دیتے ہیں اگر چہ اس ناول کی اشاعت ۱۹۳۲ میں ہوئی اور اس کی صرف ایک قسط ہی شائع ہوئی۔ ان کا اصرار ہے کہ چونکہ اس کا متن موجود ہے اس لیے اس ناول کو بلوچستان کا پہلا ناول قرار دیا جانا چاہیے۔ان کے الفاظ قابل غور ہیں:

''ناول 'بلوچستان کا مجبور بدمعاش' کا مسودہ مکمل ہو چکا تھا مگر طباعت مکمل نہ ہو سکی۔ پھر بھی جو ابتدائی ناول آج اپنا متن جزوی طور پر فراہم کرنے کے قابل ہے وہ یہی ناول ہے یہی خصوصیت اسے اولیت کا درجہ دلاتی ہے۔''(۲۸)

خلیل احمد صدیقی کا نام لسانیات کے حوالے سے انتہائی معتبر ہے ان کا ذکر بحیثیت ایک شاعر تو اس کتاب میں موجود ہے لیکن ماہر لسانیات کے طور پر حصہ نثر میں شامل نہیں کیا گیا اگر چہ ان کی کتاب 'زبان کا مطالعہ' ۱۹۶۴ء میں شائع ہو چکی تھی ،ان کی اس کاوش کو نظر انداز کرنا بھی درست نہیں۔

'بلوچستان میں اردو' بے انتہا مواد اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اس لیے اس کا اشاریہ لکھنا ضروری تھا۔اس کام کا بیڑا ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن نے اٹھایا ۔ان کی زیر ہدایت سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی کوئٹہ کی ایم فل کی طالبات نے یہ کام پایہء تکمیل تک پہنچایا ۔اب اس پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ امید ہے جلد ہی اسے شائع کر دیا جائے گا۔اس طرح اس مقالے کے کئی پہلو اجاگر ہوں گے اور اس کی افادیت بڑھے گی۔

'بلوچستان میں اردو' ایک طویل مقالہ ہے اور ایک صدی سے زیادہ عرصے کی تاریخ بیان کر رہا ہے۔اس میں موجود تسامحات اس کی تشنگی بڑھا رہے ہیں لیکن اس کی اولیت اور افادیت مسلم ہے۔اس کتاب کو لکھے ہوئے پچاس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔اب بلوچستان میں اردو پر ایک مقالہ لکھنے کی اشد

ضرورت ہے جو ان اغلاط سے بھی مبرا ہو جو اس کتاب میں راہ پا گئی ہیں،اور تحقیقی تقاضوں کو بھی پورا کرتے ہوئے بلوچستان میں اردو زبان وادب کے حقیقی ارتقا کو پیش کرے۔

ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی بلوچستان میں ادب کے فروغ کے لیے نمایاں خدمات ہیں۔ رابعہ خضداری کو منظر عام پر لانا ،کلیات محمد حسن براہوی مرتب کرنا بڑے کارنامے ہیں۔انھوں نے تحریک پاکستان، تعلیم، بچوں کے ادب اور فارسی ادب کے حوالے سے تحقیق کے میدان میں ایسی خدمات سرانجام دیں جس کی نظیر نہیں ملتی ۔انور رومان 'جوئے کوثر' کے پیش لفظ میں ڈاکٹر انعام الحق کے لیے لکھتے ہیں :

> "۔۔۔ہماری حیات اجتماعیہ میں علم و ادب کی جتنی عظیم لہریں اٹھی ہیں ان میں سے اکثر اس زرخیز محقق کے ذریعے آج 'جوئے کوثر' کا روپ دھار رہی ہیں تو کل ایک بحر بسیط و عمیق بھی بن سکتی ہیں۔"(۲۹)

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) خورشید احمد گیلانی، صاحبزادہ، ۲۰۰۸ 'سفیر اسلام اور نقیب پاکستان ' مشمولہ''ڈاکٹر انعام الحق کوثر حیات وخدمات''مرتبہ ڈاکٹر احتشام الحق' ادارہ تصنیف و تحقیق بلوچستان کوئٹہ صفحات ۹۹ ۔۱۰۲

(۲) محمد ندیم خان، ۲۰۰۳''جامعہ بلوچستان اوراردو کی خدمات تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' غیرمطبوعہ مقالہ برائے ایم فل، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ص ۱۴۴ ۔۱۴۵

(۳) سمیرا حسین، ۲۰۰۳، ''ڈاکٹر انعام الحق کوثر :حیات اور ادبی کارنامے''، غیرمطبوعہ مقالہ ایم اے۔ برائے اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص ۱۰۱

(۴) ابدال بیلا' ۲۰۰۸ 'کھوجی 'مشمولہ''ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی اقبال شناسی' ایضاً، صفحات ۸۱ ۔۹۰

(۵) فاروق احمد، ڈاکٹر، ۱۹۹۸''بلوچستان میں اردو زبان و ادب''بولان اکیڈمی لاہور، ص ۲۴۲

(۶) محفوظ حسین، ۲۰۱۲''انعام الحق کوثر کی اقبال شناسی'' غیرمطبوعہ مقالہ برائے ایم فل، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ص ۲۹۷

(۷) محفوظ حسین، ایضاً ص ۲۹۷

(۸) سکینہ ابراہیم، ۲۰۱۳ ''بلوچستان میں اردو کی ادبی تاریخیں اور تذکرے'' غیرمطبوعہ مقالہ برائے ایم فل، ایس بی کے ویمن یونیورسٹی کوئٹہ۔ ص ۔۱۴۵۔۱۴۶

(۹) محمد ندیم خان، ''جامعہ بلوچستان اوراردو کی خدمات تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' ایضاً، ص ۱۴۶

(۱۰) انعام الحق کوثر' ڈاکٹر' ۱۹۶۸''بلوچستان میں اردو'' مرکزی اردو بورڈ لاہور' ص ۲۳

(۱۱) انعام الحق کوثر' ص ۱۳۹

(۱۲) انعام الحق کوثر' ڈاکٹر' ایضاً، ص ۹

(۱۳) گیان چند، ڈاکٹر، ۲۰۰۰، ''اردو کی ادبی تاریخیں''، انجمن ترقی اردو پاکستان، ص ۲۷

(۱۴) گیان چند، ڈاکٹر، ایضاً ص ۲۸

(۱۵) جمیل جالبی، ڈاکٹر، ۱۹۸۴، ''تاریخ ادب اردو اٹھارویں صدی'' جلد دوم حصہ اول، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس دہلی، ص ۱۱

(۱۶) جمیل جالبی، ڈاکٹر، ایضاً ص ۱۳

(۱۷) انعام الحق کوثر' ڈاکٹر' ایضاً، ص ۱۰۵

(۱۸) افشاں خانم، ۲۰۰۷ء "سنڈیمن لائبریری کوئٹہ: ماضی و حال" مشمولہ "مخزن" قائداعظم لائبریری باغ جناح لاہور، صفحات ۱۸۶۔۱۹۹

(۱۹) انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، ایضاً، ص۔۴۷۵

(۲۰) شازیہ اسلم پانیزئی، ۲۰۰۷ "عبدالحمید کاکڑ کی اردو خدمات" مقالہ برائے ایم۔اے، سردار بہادر خان یونیورسٹی کوئٹہ ص۔۷

(۲۱) انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، ایضاً، ص۔۴۹۸

(۲۲) انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، ایضاً، ص۔۴۹۹

(۲۳) شمائلہ ریاض، ۲۰۰۸ "منیر احمد یقین کی اردو شاعری: ایک مطالعہ" مقالہ برائے ایم۔اے۔اردو، سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی کوئٹہ ص ا

(۲۴) انعام الحق کوثر، ایضاً، ص ۵۱۵

(۲۵) مبارکہ حمید، ۲۰۰۱، "بلوچستان میں اردو افسانے کا تحقیقی جائزہ"، نوید پبلی کیشنز کوئٹہ، ص ۳۲

(۲۶) ضیاءالرحمٰن، ڈاکٹر، ۲۰۰۶، "کیا تکمیل انسانیت بلوچستان میں اردو کا پہلا افسانہ ہے" مشمولہ قلم قبیلہ تحقیقی وتنقیدی مجلّہ کوئٹہ، صفحات ۵۳۔۶۵

(۲۷) انعام الحق کوثر، ایضاً ص ۵۱۱

(۲۸) ضیاءالرحمٰن، ڈاکٹر، ۲۰۰۶، ایضاً ص ۳۹

(۲۹) انعام الحق کوثر، ۱۹۷۶ جوئے کوثر، بابر اسٹیشنری مارٹ کوئٹہ

✿✿✿